بسم اللہ الرحمن الرحیم — اللہ نور السموات والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا — نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

جلد ۶ — نمبر ۸

مصباح

زنانہ اخبار مہینے میں دو بار

۱۵ اپریل ۱۹۳۲ء — چندہ سالانہ دو روپیہ ۲ — ۸ ذی الحجہ ۱۳۵۰ھ

ایڈیٹر قاضی محمد ظہور الدین اکمل

قادیان دارالامان سے یکم و پندرہ کو شائع ہوتا ہے

فہرست مضامین

سپاس نامہ اور اس کا جواب ۳/۷
افریقہ میں احمدی بچے کی وفات ۷/۹
عرب کی مہمان نوازی۔ شمالی یورپ میں بیاہ کی رسمیں۔ بصارت کی کمزوری اور علاج۔ نابینا لڑکی کی دعا .... خواتین افغانستان کی دلبری .... عجائبات عالم ۱۰/۱۸
خواتین جماعت احمدیہ شملہ ......
محترمہ فیروزہ لعل الدین احمد۔ کمپالہ ....

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عیدِ اضحیٰ

کسقدر عنوانِ دلکش سے سدا آتی ہے عید
دعویٰ ہائے عشق کی زنجیر سلجھاتی ہے عید
داستانِ شوق کی تفسیر سمجھاتی ہے عید
منزلِ محبوب دکھلانے کو خود آتی ہے عید

شرط ہے لیکن یہ، مال و جاں سے تو نیار ہو،
نفسِ امّارہ سے تُو آمادۂ پیکار ہو،

جلوہ گاہِ حُسن پر یعنی، یہ جاں پروانہ ہو
پھر ذبیح اللہ کے ایثار کا مستانہ ہو
تُو خلیل اللہ کے قدموں کا پھر دیوانہ ہو
صورتِ منصور دار و گیر کی پروا نہ ہو

یعنی "میں مسلم ہوں" یہ اقرار تو کافی نہیں
عشق کی منزل میں یہ رہوار تو کافی نہیں

یہ ترا اقرار بھاری ذمہ داری کا ہے نام!!
صدق اور ایثار کی منزل پہ چلتا رہ مدام
لاتعد قربانیوں کا خوب کرلے انصرام
ساقیٔ توحید!! پھر ہر ایک کو پہنچا یہ جام

غلغلہ انداز ہو برقی شعاعوں کی طرح
اور تو عالم پہ چھا جائے گھٹاؤں کیطرح

دیکھ آنکھیں کھول کر اس نام کے رنگ و بہار
دیکھ تو اس نام کے قوسِ قزح لیل و نہار
اور کر اس نام کی قربانیوں کا بھی شمار!
دیکھ اس طاعت گزاری کی ادائے باوقار

دیکھ اس دعوے کے بانی نے دکھایا کیا سماں
محوِ حیرت سا رہ گئے جس سے زمین و آسماں

جب کہا "مسلم ہوں" سر کو آستانے پر دیا
کیا ہی اس ظلمت سرا میں نورِ ایماں بھر دیا
مال و جاں فرزند قربانی کو سب یکسر کر دیا
اپنے دعوے کو مثالِ مہرِ رخشاں کر دیا

آہ نادم ہوں شمیمہ حال اپنا دیکھ کر
روح دل میں وہ نظر آتی نہیں ہے شمہ بھر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(خاکسارہ امۃ الحفیظ بیگم از چوکسے اپر برہما)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مصباح

قادیان دارالامان مورخہ ۱۵ اپریل ۱۹۳۲ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سپاس نامہ

بخدمت شریف محترمہ بیگم صاحبہ جناب خانصاحب منشی برکت علی صاحب صدر لجنہ اماء اللہ شملہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

محترمہ۔ آج ہم ممبرات لجنہ اماء اللہ شملہ وخواتین جماعت احمدیہ دہلی اس غرض سے جمع ہوئی ہیں۔ کہ آپکو اس موقعہ پر جبکہ آپ ایک لمبے عرصہ کی رفاقت کے بعد ہم سے جدا ہو رہی ہیں۔ الوداع کہہ سکیں اور اپنے اس تعلق اور خلوص کا اظہار کر سکیں جو ہمکو آپکی ذات سے ہے۔

مکرمہ۔ جماعت احمدیہ شملہ سے آپکو دلبستگی اس وقت سے ہے۔ جبکہ اول ہی اول ۱۹۰۱ء کے قریب جناب امیر خانصاحب منشی برکت علی صاحب جن کی آپ رفیق زندگی ہیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کی۔ اور سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہو کر جماعت احمدیہ شملہ کی بنیاد ڈالی جماعت کے قیام کی ابتدائی منازل میں جسقدر ان کے بانیوں کو تکالیف ومصائب کا سامنا ہوتا ہے۔ ان سب کا مقابلہ جناب خانصاحب کو کرنا پڑا۔ اور جو شاندار کامیابی ان کو حاصل ہوئی۔ اسے آج ہم جماعت شملہ کی شکل میں دیکھ رہی ہیں۔ سنت اللہ کے ماتحت اس جماعت کو بہت سے ابتلاؤں میں سے گذرنا پڑا۔ اور ہر ایک ابتلا اپنی نوعیت میں علیحدہ اور شدت میں ایک سے ایک بڑھکر تھا۔ لیکن خانصاحب کی شبانروز دعاؤں کو اللہ تعالیٰ نے سنا اور کوششوں کو ایسا بار آور کیا۔ کہ ہر ایک ابتلا میں سے جماعت کامیابی کیساتھ نکلی۔ اور نئی شان کے ساتھ ظاہر ہوئی۔ جو پہلی شان سے بہت بڑھ چڑھکر تھی۔ اور جماعت شملہ کو جسطرح رہائش کے لئے اللہ تعالیٰ نے سب سے بلند مقام عطا فرمایا ہے۔ اسی طرح آج حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی نظر میں یہ جماعت ایک بلند مقام رکھتی ہے۔ اور حضور کی خاص توجہات اس جماعت کیطرف رہتی ہیں مثال کے طور پر ہم اس ذکر میں لذت محسوس کرتی ہیں کہ جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان مندرجہ الوصیت کے ماتحت خلافت اولیٰ کے آخری ایام میں وصیت کرنے والا صرف ایک فرد نظر آتا ہے۔ آج احمدی بھائیوں اور بہنوں میں سے قریباً نصف موصی ہیں۔ اور جب بھائیوں اور بہنوں کے سلسلہ

کے ساتھ محبت اور خلوص کا مشاہدہ کیا جائے۔ تو آنکھوں میں خوشی کے آنسو آجاتے ہیں۔ اور دل سرور سے بھر جاتا ہے۔ اور جناب امیر کے لئے بے اختیار دعائیں نکلتی ہیں۔

محترمہ! ہم جانتے ہیں کہ جناب خانصاحب کی ان کوششوں میں کونسا ہاتھ ان کی محنت میں حصہ لے رہا تھا۔ اگر خانصاحب کے ساتھ آپ کا تعاون نہ ہوتا جو نہایت خاموشی اور استقلال کے ساتھ ہر وقت ان کے ساتھ تھا۔ تو خانصاحب یقیناً اس کامیابی کو نہ پا سکتے۔ جسکی وجہ سے جماعت آج ان کی ممنون و مشکور ہے۔ آپ نے مایوسی کی گھڑیوں میں خانصاحب کی ہمت بندھائی اور تمام کوششوں میں ان کا ہاتھ بٹایا۔ اور اسی طرح خانصاحب کو اللہ تعالیٰ نے وہ کام کرنیکی توفیق دی جسکے نتائج ہر دوست اور دشمن پر ظاہر اور باہر ہیں اس پر ہم جسقدر بھی خوشیاں منائیں تھوڑی ہیں۔ ان کوششوں کی شاندار کامیابی پر ہم خلوص دل سے ہدیہ مبارکباد پیش کرتی ہیں۔

محترمہ۔ جماعت کے اس مشترکہ کام کے علاوہ آپ کے ہمارے ساتھ فرداً فرداً تعلقات جو پچھلے تیس سال کے عرصہ میں رہے ہیں۔ ان کی یاد سے ہم لذت محسوس کرتی ہیں۔ ہر موقعہ پر آپ ایک شفیق بہن اور دردمند سہیلی کی صورت میں ہر بہن کے لئے نمودار ہوئیں۔ اور ہمارے ہر آڑے وقت میں مہربان ماں کا سا سلوک آپ نے ہم سے کیا۔ آج ہم جدائی کو اسی طرح محسوس کرتی ہیں جسطرح ہر قریبی سے قریبی رشتہ دار کی جدائی محسوس کیجاتی ہے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ کیونکہ ہماری بہبودی اور خوشی میں آپکی خوشی اور ہمارا دکھ آپکا دکھ ہوتا تھا۔

محترمہ۔ مردوں کی جماعت کی تنظیم کے بعد جو آپ کے تعاون کے ساتھ جناب امیر صاحب مکمل کرنے میں کامیاب ہوئے۔ آپ نے عورتوں کی تنظیم کیطرف توجہ کی۔ سب بہنوں کو آپ نے جمع کر کے لجنہ اماء اللہ قائم کی جسکی آپ پہلی صدر ہیں۔ ہماری لجنہ ابھی نہایت ابتدائی منازل طے کر رہی ہے۔ ان ابتدائی منازل میں ہی اللہ تعالےٰ نے آپ کی دعاؤں کو وہ قبولیت اور آپکی کوششوں کو وہ کامیابی عنایت فرمائی کہ ہم فخر سے کہہ سکتی ہیں۔ کہ بعض وہ زنانہ انجمنیں جو کئی سال سے چل رہی ہیں۔ ان میں وہ ترقی ابھی تک نظر نہیں آتی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری لجنہ کو بہت زیادہ ترقی دے۔

مکرمہ۔ جناب امیر کے ایک لمبی اور نہایت قابل تعریف ملازمت سے پنشن پا کر ریٹائر ہونیکی وجہ سے آپ مجبور ہیں کہ ہم سے علیحدہ ہوں۔ یہ جدائی ہمیں بہت شاق گذرتی ہے۔ کیونکہ ہماری لجنہ ابھی بالکل بچہ کی حالت میں ہے۔ جسکی تربیت کیلئے آپ کے قیمتی نصائح کی ہمیں بہت ضرورت تھی۔ ہم امید کرتی ہیں کہ ہم سے جدا ہو کر بھی آپ ہمیں اپنے بیش بہا مشوروں سے محروم نہیں رکھیں گی۔ اور ہمیشہ اپنی پیاری لجنہ کو اپنی دعاؤں میں ضرور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یاد رکھیں گی۔

پیاری بہن۔ آپ ہم سے جدا ہو کر ایک ایسی بستی میں جاکر مقیم ہونے والی ہیں۔ جو اللہ تعالےٰ کے فرمان کے ماتحت بہت برکتوں والا مقام ہے۔ اللہ تعالیٰ آپکو وہاں کا رہنا مبارک کرے۔ ہماری مخلصانہ اور عاجزانہ گزارش ہے۔ کہ اس سرزمین میں جاکر ہماری لجنہ اور لجنہ کی ممبرات کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

مکرمہ بہن۔ ہم اس دعا کیساتھ آپ سے جدا ہوتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپکو اور جناب امیر خانصاحب کو ہمیشہ امن و عافیت میں رکھے۔ اور جسطرح ہمارے اندر رہتے ہوئے آپ دونوں نے خدمات دین کی ہیں اسی طرح بلکہ اس سے بھی بہت زیادہ اللہ تعالیٰ آپکو توفیق دے کہ خدمت دین کر سکیں۔ آمین ثم آمین

(ہم ہیں ممبرات لجنہ اماءاللہ بمقام شملہ)

(احمدی خواتین جماعت دہلی ۵ مارچ ۱۹۳۲ء)

وی۔ پی بھیجے گئے ہیں

چار پانچ مرتبہ اعلان کرنے اور کافی انتظار کو بعد ہم نے ان مصباح کی خریداران کے نام وی۔ پی بھیج دیئے ہیں۔ جن کی طرف سے تاحال ۱۹۳۲ء کا چندہ وصول نہیں ہوا بلکہ کئی ایسے خریدار ہیں۔ جن سے ۱۹۳۱ء کا چندہ بھی نہیں آیا۔ امید ہے کہ ضرور وصول کر لئے جائیں گے۔ تاکہ ہم بار بار وی۔ پی کر کے نقصان نہ اٹھائیں۔ اور آپکے ذمے اور بقایا نہ بڑھائیں ٭ (مینیجر)

جواب سپاس نامہ

پیاری بہنو۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

امّا بعد۔ میں آپکی اس عزت افزائی کی از حد ممنون ہوں۔ اس میں شک نہیں کہ مجھے یہہ عزت میرے محترم شوہر کی بدولت نصیب ہوئی ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کا شکر اور احسان ہے کہ اس نے مجھے ان کی بیعت کرنے کے بعد جلدی ہی جماعت احمدیہ میں شامل ہونیکی توفیق دی۔ اور میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست مبارک پر بیعت کی

میں کچھ زیادہ پڑھی لکھی ہوئی نہیں ہوں۔ اور نظر کی کمزوری کیوجہ سے کتابوں اور اخبارات کے مطالعہ سے بھی محروم ہوں۔ اسلئے مجھے احمدیت کی خصوصیات کے متعلق زیادہ غور و خوض کا موقعہ نہیں ملا۔ مگر ایک بات جس سے میرے دل پر اثر ہوا وہ یہہ تھی کہ جب سے میرے خاوند نے بیعت کی انہوں نے تمام فضولیات کو اگر کوئی تھیں یکدم ترک کر دیا۔ اور زیادہ تر دینی کاموں میں رہنے لگے۔ پس میں نے محسوس کیا کہ اول تو وہ شخص جسکی بیعت میں داخل ہونے سے ان کی عادات میں یہہ تغیر پیدا ہوا ہے کاذب نہیں ہو سکتا۔ اور دوئم یہہ کہ جبتک میاں بیوی کے عقائد میں مطابقت نہ ہو زندگی خوشگوار نہیں ہو سکتی۔ میں نے سنا ہوا تھا کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک حدیث ہے کہ عورت کے لئے ذات خداوندی کے علاوہ اگر کسی کے سامنے سجدہ جائز ہوتا تو میں حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ اس سے میں نے خیال کیا کہ جب اپنے خاوند کی یہہ عظمت ہے تو پھر اس سے عقائد میں اختلاف رکھکر زندگی کا کیا لطف ہو سکتا ہے۔ اس لئے میں نے جلدی پہلا ہی موقعہ میسر آنے پر بیعت کر لی۔

پیاری بہنوں۔ میں نے اپنے خاوند کی دینی خدمات میں کبھی مزاحمت نہیں کی۔ بلکہ ان کی بجا آوری میں ہمیشہ خوشی محسوس کی ہے۔ اور میں آپکو یقین دلاتی ہوں کہ ایسے معاملات میں ہم میں کبھی تنازع پیدا نہیں ہوا۔

پیاری بہنو۔ دنیا میں کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی جبتک اس کے مرد و زن دونو ملکر اس کی کامیابی کے لئے کوشش نہ کریں۔ مگر یہہ کامل تعاون عورتوں اور مردوں کے درمیان تبھی ہو سکتا ہے۔ کہ میاں بیوی کے عقائد میں اختلاف نہ ہو۔ پس میرے نقطۂ خیال سے نہایت ضروری ہے۔ کہ میاں بیوی ایک ہی مذہب کے ہوں۔ اور اگر انمیں کوئی اختلاف ہے تو انہیں چاہیئے کہ جلدی مطابقت پیدا کرنے کی کوشش کریں۔

پیاری بہنوں۔ جیسا کہ میں نے پیشتر عرض کیا ہے میں کچھ ایسی تعلیم یافتہ نہیں۔ اس لئے میں کچھ زیادہ دینی امور میں حصہ نہیں لے سکی اور نہ ہی آپکی خدمت کر سکی ہوں۔ تاہم جہاں تک ہو سکا میری یہہ کوشش رہی ہے۔ کہ ساری بہنیں وقتاً فوقتاً ایک دوسری سے ملتی رہیں تاکہ دین کا چرچا ہوتا رہے۔ اور ایک دوسری کے دکھ درد اور نیز خوشی کے کاموں میں شریک ہو سکیں۔ میں نہیں کہہ سکتی کہ عملی طور پر ہم نے کوئی بڑے کارہائے نمایاں کئے ہوں مگر اس میں شک نہیں کہ انسان کی نیک نیتی اور دلی خیالات بھی اثر کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے۔ کہ جماعت پر جو اسقدر ابتلا آئے۔ جن کی طرف آپ نے اپنے ایڈریس میں اشارہ کیا ہے۔ ان سب میں اللہ تعالےٰ نے ہمیں بھی مردوں کیطرح استقلال سے مقابلہ کرنے اور مظفر و منصور ہونیکی توفیق دی

اس بات کا قلق تھا کہ ہم حضرت صاحب کی خواہش کے بموجب جلدی لجنہ قائم نہ کر سکیں، شملہ میں ایک دو مرتبہ کوشش بھی کی گئی مگر بوجہ تھوڑی بہنونکے ہونیکے اور نیز دور دور رہنے کے کامیابی نہ ہوئی۔ مگر اللہ تعالےٰ کا شکر اور احسان ہے۔ کہ اس سال ایسے سامان پیدا ہو گئے۔ کہ بہنونکی کوشش سے اور اللہ تعالےٰ کے فضل سے لجنہ قائم ہو گئی۔ گو یہہ لجنہ (جیسا کہ آپ نے ذکر کیا ہے) ابھی ابتدائی حالت میں ہے۔ مگر جس دلی مسرت کیساتھ بہنوں نے اس کے کامیاب بنانے میں حصہ لیا ہے۔ اس سے امید ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ انکو ترقی دیگا۔ میں امید کرتی ہوں کہ آپ استقلال کیساتھ اس کو جاری رکھیں گی۔ مجھے اسکے ساتھ خاص دلچسپی ہے،

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور میں بڑے انتظار کے ساتھ مصباح وغیرہ میں اسکی کارروائی کے حالات کی منتظر رہونگی اور انشاءاللہ ہمیشہ اس کی بہبودی کے لئے دعا کرتی رہونگی۔

پیاری بہنو۔ میں آپکی دل سے مشکور ہوں کہ آپ نے ہمیشہ میرے ساتھ نہایت ہی محبت اور عزت کا سلوک کیا ہے۔ اور جب کبھی میں نے کسی دینی کام کی کوشش کی آپ نے کبھی اس کی امداد سے دریغ نہیں کیا۔ اور بڑی خوشی سے ساتھ دیا۔ اتنے لمبے عرصہ کی رفاقت کے بعد جدائی کا جب خیال آتا ہے تو کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ جو محبت بھرے جذبات آپنے ظاہر کئے ہیں وہ بڑی شدت کیساتھ میرے سینہ میں بھی موجزن ہیں۔ مگر اظہار کی طاقت نہیں۔

پیاری بہنو۔ میں جدا ہوتی ہوں مگر مجبوراً جدا ہوتی ہوں۔ میرا دل آپ کے ساتھ رہیگا۔ اور یہ ہو نہیں سکتا کہ کبھی آپکو بھول جاؤں۔ میں امید کرتی ہوں کہ آپ بھی مجھے یاد رکھیں گی اور میرے لئے دعا کرتی رہیں گی کہ اللہ تعالیٰ باقیماندہ زندگی کے چند روز خیر و عافیت سے اور اپنی پاک یاد میں گزار دے۔

ہاں پیاری بہنو۔ میں اب جاتی ہوں۔ اور اللہ کے پیارے مسیح کی مبارک بستی میں مقیم ہونیکا ارادہ رکھتی ہوں۔ میں آپکی دعاؤں کی مشکور ہوں۔ انشاءاللہ میں بھی آپ کے لئے دعا کرتی رہوں گی۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔ آمین

(میں ہوں آپکی مخلص عزیزہ بیگم)

۵ مارچ ۱۹۳۲ء

افریقہ میں ایک احمدی بچے کی وفات

سُنّی غیر احمدیوں کی خلاف انسانیت حرکت

اپنے قبرستان میں دفن نہ کرنے دیا

آج جس سانحہ کے لئے میں نے آپکو مخاطب کرنے کے لئے قلم اٹھایا ہے۔ اسکی برداشت میری طبیعت سے باہر ہے۔ یہ تو میرے لئے ممکن نہیں کہ اپنے جذبات کو پورے احساس کے ساتھ صفحہ قرطاس کی نذر کر سکوں۔ مگر اپنے بھائی اور بہنوں کی اطلاع کے لئے واقعات کو جماعت تک پہنچانا اپنا فرض سمجھتی ہوں۔ اور اسلئے امید کرتی ہوں کہ آپ مصباح کے کسی صفحہ پر ان سطور کو جگہ دیں گے۔

جہاں تک بچوں اور والدین کو ایک دوسرے کیساتھ تعلق ہے بچے ہر والدین کو پیارے ہوتے ہیں پھر بچوں میں سے بعض بچے خاص طور پر پیارے ہوتے ہیں۔ بعض اپنے حسن کیوجہ سے۔ بعض اپنی بھولی بھالی حرکات کیوجہ سے۔ بعض توتلی باتوں کیوجہ سے اور بعض ایسی صفات کے باعث جو خاص طور پر ودیعت کی جاتی ہیں۔ حضرت یعقوبؑ کے کئی بچے تھے۔ مگر حضرت یوسفؑ خاص طور پر پیارے تھے میرے بھی بچے ہیں اور خدا کے فضل سے سب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپنی اپنی جگہ خوبصورت اور پسندیدہ ہیں مگر سب سے چھوٹا جسے آج فوت ہوئے گیارہ دن ہو گئے ہیں، اپنے اندر ایک خاص جاذبیت رکھتا تھا۔ قطع نظر اس کے کہ میرا بچہ تھا۔ وہ نہایت حسین اور جمیل تھا۔ اور آٹھ ماہ کی عمر میں اس سے ایسی باتوں کا ظہور ہوتا تھا جو اسے عام بچوں سے بالا اور بلند سمجھنے پر ہمیں مجبور کرتی تھیں۔ میں نے چند ایک دفعہ اس کی شفاف پیشانی پر ایک چمکدار لکیر دیکھی۔ اور جیسا سن چکی تھی احمد صاحب سے کہا کہ ایسے بچے زندہ نہیں رہا کرتے۔ انہوں نے ہنس دیا اور میں خاموش ہو گئی۔ اگر میں جاہل مطلق ہوتی تو ان باتوں کو صرف وساوس اور توہمات نہ سمجھتی۔ نہ معلوم کیا کیا تعویذ گنڈے کراتی اور سونا چاندی نچھاور کرتی۔ پھر بھی مجھے ایک کھٹک سی لگ گئی اور میں ننھے انوار کو خاص نظروں سے دیکھنے لگی۔ ڈیڑھ دو مہینے ہوئے بچارا ڈبل نمونیا کا شکار ہوا۔ ماشاء اللہ اسکا باپ لائق ڈاکٹر ہے۔ نہایت توجہ سے علاج کیا۔ دعائیں کیں۔ صدقہ دیا حضرت اقدس کی خدمت میں بچے کی صحت کے لئے دعا کا تار دیا اور خدا کے فضل سے انوار احمد تندرست ہو گیا۔ اور مجھے بھی اپنا خیال محض وہم معلوم ہونے لگا۔ ۱۰ فروری گذشتہ کو نوکر بچے کو گاڑی میں باہر لے گیا واپس آیا تو وہ بیقرار تھا۔ درد سے کراہتا تھا۔ اسکی حرکات سے معلوم ہوتا تھا کہ اس کے پیٹ میں تکلیف ہے تمام دن علاج کیا۔ مگر مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی" خون آنا شروع ہو گیا۔ خیال ہوا کہ انتڑیوں میں بل پڑ گیا ہے۔ دوسرے دن مشن کے بڑے ڈاکٹر سے مشورہ لیا۔ اس نے احمد صاحب کے خیال کی موافقت کی۔ اور یہ کہا کہ اپریشن کے بغیر کوئی دوسری دوا دینا جان بوجھ کر بچے کو خطرے میں ڈالنا ہے۔ احمد صاحب رضامند ہو گئے اور مجھے یہ کہکر کہ اسے ڈاکٹر کو پھر دکھانا ہے۔ اپریشن کرا دیا۔ اپریشن بیشک کامیاب ہوا۔ چھوٹی انتڑیاں بڑی انتڑیوں کے اندر چلی گئی تھیں، مگر اس ننھی جان کے لئے یہ تکلیف بہت زیادہ تھی جسے وہ برداشت نہ کر سکا۔ اور آخر ساڑھے آٹھ بجے شام ۱۸ فروری جمعرات کے دن آخری سانس لی اور چند گھنٹوں میں میری بولتی چالتی مینا ہمیشہ کیلئے خاموش ہو گئی۔ خدا کی چیز تھی۔ اس نے لے لی۔ پیاری ننھی خوبصورت تھی مگر اس کی امانت تھی اس نے واپس لے لی۔ ہمارا کیا چارہ راضی برضا ہیں۔ کسی دن ہم پر بھی یہ وقت آنا ہے۔ مگر افسوس اُن پر ہے۔ جنہیں مرنا یاد نہیں۔

ہم احمدی ہیں اور بدقسمتی سے میرا بچہ پہلی موت ہے جو کمپالہ میں وارد ہوئی۔ غیر احمدیوں میں سے سُنّی مسلم کمیونٹی نے ہمیں غیر مسلم گردانا۔ قبرستان میں جگہ دینے سے انکار کر دیا اور کھدی ہوئی قبر روک دی گئی۔ میری حالت کا اندازہ تو وہی کر سکتی ہیں جو اولاد والی ہیں۔ مگر عام طور پر سُنّی مسلم کمیونٹی کی یہ حرکت جس درجہ انسانیت سے گری ہوئی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور ہمدردی سے بعید ہے ہر کوئی اس کا اندازہ کر سکتا ہے۔ اس جماعت کے سیکرٹری اور پریذیڈنٹ نے خود قبر کا انتظام کیا مگر بعد میں ایک فتنہ پرور ممبر کی مخالفت پر ایسی آنکھیں بدلیں کہ ایسے مواقع پر ایک بے دین بھی روا نہ رکھتا تھا۔ غیر مذہب والوں نے اپنے قبرستان میں جگہ پیش کی۔ ایک دوسری مسلم جماعت نے اپنے قبرستان میں قبر بھی کھدوا دی۔ یہ "سُنّی مسلم کمیونٹی" کے لئے رخسار یزیدیہ پر ایک تازہ طمانچہ تھا۔ مگر انہیں کچھ شرم نہ آئی۔ ڈسٹرکٹ کمشنر کے پاس پہنچے۔ اسے معاملہ کی نازک حالت سے آگاہ کیا۔ مگر اس نے اس موقعہ پر دخل دینے سے اپنے کو معذور سمجھا اور کمپاؤن لینڈ میں بچہ کو دفن کرنے کے لئے جگہ دیدی۔ اسوقت یہ حادثہ طے ہو گیا میرا ننھا پھول شام کے قریب منوں مٹی کے نیچے ڈال دیا گیا۔

ایک وقت کمپالہ کے مسلمانوں کو گورنمنٹ کیطرف سے قبرستان کے لئے جگہ ملی۔ پھر بعد میں اس کی تقسیم ہو گئی اور مختلف جماعتوں نے علیحدہ علیحدہ اپنی حدیں لگا لیں۔ محترم ڈاکٹر فضل الدین صاحب ہمیشہ کے یہاں رہنے والے ہیں۔ نہیں معلوم اسوقت کہاں تھے۔ اگر توجہ فرماتے تو آج اس حادثہ پر ایک تازہ مصیبت کا سامنا نہ ہوتا۔ اب مناسب انتظام کے لئے چیف سیکرٹری کو مفصل حالات لکھتے ہوئے علیحدہ قبرستان کیلئے درخواست کر دی گئی ہے۔ حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ثانی کی خدمت میں بھی ایک تار بھیج دیا تھا۔ امید ہے جناب نے اس معاملہ پر مناسب توجہ فرمائی ہو گی۔ تاکہ یہاں کی گورنمنٹ اور سنی مسلم کمیونٹی جیسی جاہل جماعتوں کو علم ہو جائے کہ ہمارا ایک مرکز ہے۔ اور اتحاد اور سچائی میں طاقت ہوتی ہے۔ دنیا اس امر سے آگاہ ہو جائے کہ آج یہ ہے تو معراجِ تہذیب پر پہنچنے کی مدعی مگر اس کے باشندے کس درجہ انسانیت سے گری ہوئی حرکات کا موجب ہو رہے ہیں۔ جب انسانی ہمدردی ہی مفقود ہے تو قومیت کیا اور اسلام کیسا +

انوار کی موت فیروزہ کے بچے کی موت نہیں بلکہ ایک احمدی کی موت ہے۔ اور اس پر جو حادثہ پیش آیا جماعت کا فرض ہے کہ اس پر آواز اٹھائے ایسی آواز جو مسلمانوں کے مردہ احساسات کو جلا دے۔ بہنیں دعا فرما دیں کہ خدا "سُنّی مسلم کمیونٹی" کمپالہ جیسی تنگ دل جماعتوں کو احمدیت کے نور سے روشنی عطا کرے۔ اور انہیں اسلام اور انسانیت سمجھنے کی توفیق بخشے +

اگر کوئی بہن یا بھائی ننھے مرحوم کے لئے قطعہ کہیں یا تاریخ وفات لکھ بھیجیں تو مشکور ہوں گی +

والسلام

(خاکسارہ فیروزہ لعل دین احمد از کمپالہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عرب کی مہمان نوازی

ہیثم بن عدی بحتری ثعلبی جو دوسری صدی ہجری کا بہت بڑا عالم اور ماہر تاریخ وہیئت مانا جاچکا ہے۔ ایک عجیب وغریب واقعہ بیان کرتا ہے۔ جو دلچسپی سے خالی نہیں۔

خلیفہ مہدی کے دربار میں عرب کی تواضع اور سخاوت ان کی کج خلقی اور بخل کے متعلق چند متضاد حکائتیں بیان کی جارہی تھیں۔ کہ ہیثم بولا حضور میں ایک چشمدید واقعہ عرض کرتا ہوں جس سے عرب کی مہمان نوازی کے علاوہ قدرت کے عجیب اتفاق پر بھی روشنی پڑتی ہے۔ امید ہے کہ آپ بھی میری طرح یہ واقعہ سنکر تعجب فرمائیں گے۔

ایک دفعہ ایک دوست کی ملاقات کی غرض سے سفر کو چلا۔ ناقہ پر سوار تھا۔ دن بھر کی مسافت کے بعد مجھے جنگل میں ہی رات ہوگئی۔ میں نے اُدھر اِدھر نظر ڈالی تو ایک خیمہ نظر آیا میں وہیں چلا گیا۔ خیمہ میں ایک عورت تھی اس نے پوچھا "تم کون ہو" میں نے کہا "مہمان" بولی مہمان کا یہاں کیا کام ہے۔ تمام جنگل کھلا موجود ہے۔ اسکے بعد اٹھی آٹا گوندھا روٹی پکائی خود ہی کھاکر بیٹھ رہی۔ میری بات تک نہ پوچھی۔ تھوڑی دیر کے بعد تازہ دودھ کا بھرا ہوا برتن لیئے ہوئے اس کا شوہر آپہنچا پہلے سلام کیا پھر مجھ سے دریافت کیا کہ آپ کون ہیں۔ میں نے کہا "مہمان" مرحبا تشریف لائیے۔ پھر بیوی سے پوچھا کہ مہمان کو بھی کھانا کھلایا یا نہیں۔ بولی "نہیں"۔ اتنا سنکر مرد خیمہ میں گیا اور دودھ کا بھرا ہوا گلاس میرے لیئے لے آیا۔ پھر خیمہ میں جاکر عورت سے لڑنے لگا۔ کہ تونے خود تو روٹی کھالی اور مہمان کو بھوکا رکھا۔ آپس میں خوب تکرار ہوئی مرد نے عورت کو مارا پیٹا۔ پھر اندر سے چھرا لیکر باہر نکلا۔ اور میری سواری کے ناقہ کو ذبح کرڈالا میں نے نرمی سے کہا بھائی صاحب آپ نے یہ کیا کیا کہا۔ بخدا یہ نہیں ہوسکتا کہ میرے گھر میں آکر مہمان بھوکا رہے۔ غرض گوشت صاف کیا لکڑیاں جمع کرلایا بھونتا جاتا تھا۔ اور اِدھر اُدھر کی مزیدار باتیں سناتا جاتا تھا۔ گوشت مجھے کھلاتا تھا اور خود بھی کھاتا تھا ہم کھاچکے تو تھوڑے سے کباب عورت کے پاس لے گیا جب صبح ہوئی تو چپکے سے اٹھکر چل دیا میں نہایت حیران تھا کہ اب سواری کے بغیر کیا ہوگا۔ تھوڑا سا دن چڑھ آیا تھا کہ ایک تیز رفتار اونٹ لیکر وہی شخص آگیا اور کہا کہ ناقہ کے عوض یہ اونٹ قبول فرمائیے۔" پھر مجھے سوار کرادیا۔ اور کچھ زادِ راہ کے لیئے میرے ساتھ کردیا۔ چلتے چلتے رات پھر جنگل ہی میں ہوگئی۔ مجھے ایک اور خیمہ نظر آیا جس میں ایک عورت بیٹھی ہوئی تھی۔ میں نے سلام کیا۔ "پوچھا کون" میں نے کہا "مہمان" بولی مرحبا تشریف لایئے۔" پھر اٹھکر آٹا گوندھا۔ سمندر جھونک ڈالکر اسے خمیر بنایا۔ روٹی اور دودھ کا برتن سامنے لاکر رکھا اور عذر بھی کیا۔ اتنے میں ایک بدو اعرابی آیا سلام علیک کے بعد مجھ سے پوچھا "تم کون" میں نے کہا "مہمان" کہا ہمارے ہاں مہمان کا کیا کام ہے۔ پھر عورت کے پاس

گیا۔ اس سے روٹی مانگی۔ بولی میں نے مہمان کو کھلا دی ہے۔ مرد سنکر نہایت خفا ہؤا۔ اور آپس میں خوب جھگڑا ہوتا رہا۔ وہ اندر جھگڑتے تھے۔ اور میں باہر ہنستے ہنستے بیخود ہؤا جاتا تھا۔ مرد باہر نکلا۔ مجھ سے ہنسنے کا سبب پوچھا۔ میں نے کہا کچھ نہیں نہیں نہیں خدا کی قسم ضرور بتلاؤ میں نے اس سے کہا کہ کل میں ایک بادیہ نشین کے خیمہ میں مہمان ہؤا تھا۔ وہاں مرد متواضع ملا تھا یہاں عورت مہمان نواز ہے۔ اور میاں بیوی میں دونوں جگہ لڑائی ہوئی ہے۔ کہا میری بیوی اس مرد کی بہن ہے۔ اور اسکی بیوی میری بہن ہے میں تمام شب اس حسن اتفاق پر تعجب کرتا رہا۔ (ختم)

شمالی یورپ میں شادی بیاہ کی رسمیں

شمالی یورپ میں شادی بیاہ کے موقعہ پر جو رسمیں ادا کی جاتی ہیں۔ وہ یورپ کے دوسرے ملکوں سے بالکل مختلف ہیں۔ فن لینڈ، روس سویڈن۔ ناروے۔ ڈنمارک سب کی یہی کیفیت ہے۔

ان ملکوں کی رسوم شادی میں پرانی رسموں کی جھلک اب تک نظر آتی ہے۔ مثلاً آٹھویں اور نویں صدی میں یہ رواج عام تھا کہ دولہا سسرال جاکر دلہن کو جبراً اپنے گھر لے آتا تھا۔ اکثر ایسا ہوتا تھا۔ کہ لڑکی کے ماں باپ کسی شخص سے اس کی شادی کا فیصلہ کر چکے ہیں۔ نکاح کی رسم ادا کرنے کے لئے گرجا کے دروازہ تک پہنچے ہیں۔ کہ کسی دوسرے قبیلے کا کوئی نوجوان اپنے ساتھیوں کو لیکر چڑھ آتا ہے۔ اور دلہن کو گھوڑے پر بٹھا کر اپنے ہاں لے جاتا ہے اب وہ لڑکی کا شوہر سمجھا جائے گا۔ اور لڑکی کے ماں باپ کو قبیلے کے رواج کے مطابق اسے دامادی میں قبول کرنا پڑے گا۔

سویڈن اور ناروے میں یہ رسم پچھلے دنوں تک باقی تھی۔ اب بھی اتنا ضرور کیا جاتا ہے۔ کہ دلہن گرجا میں اس طرح جاتی ہے۔ کہ دو مرد یا ایک مرد اور ایک عورت اسے دونوں بازوؤں سے پکڑے ہوتے ہیں۔ اور وہ اپنی حرکات وسکنات سے یہ ظاہر کرتی ہے۔ کہ اسے شادی کرنا ناگوار ہے۔

مغربی گاتھ لینڈ میں یہ رواج ہے۔ کہ جب نسبت طے ہو جاتی ہے۔ تو لڑکی اپنے آئندہ شوہر کو اپنے ہاتھ سے ایک قمیض بنا کر دیتی ہے۔ وہ شادی کے دن وہی قمیض پہنتا ہے۔ لیکن اس کے بعد اسے نہایت حفاظت سے رکھ دیا جاتا ہے۔ اور جب وہ مرتا ہے تو اسی قمیض میں دفن کیا جاتا ہے۔ دولھا شادی کی موقعہ پر دلہن کو بہتر سے بہتر تحائف دیتا ہے لیکن چاقو یا قینچی کا تحفہ منحوس سمجھا جاتا ہے۔ یہ خیال عام ہے کہ ان چیزوں سے محبت کا رشتہ منقطع ہو جاتا ہے۔

دلہن کے لباس میں مصنوعی پھولوں۔ اور رنگ برنگی رفیتوں کی کثرت ہوتی ہے۔ اسے چاندی کا ایک تاج بھی پہنایا جاتا ہے۔ جو لڑکیاں تاج

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بتوانے کی مقدرت نہیں رکھتیں۔ وہ کسی سے مانگ کر پہن لیتی ہیں۔ ایسی لڑکیوں کے لئے ہر گرجا میں بھی ایک تاج ضرور موجود ہوتا ہے۔

جنگ سے پہلے روس میں یہ رسم تھی۔ کہ دولہا دلہن دونوں تاج پہنتے تھے۔ اور اس رسم کو خیر و برکت کی علامت سمجھا جاتا تھا۔ لیکن بالشویکوں کے دور حکومت میں یہ رسم مٹ گئی۔

دلہن کی جوتی سے بھی کئی توہمات وابستہ ہیں اس میں کوئی تسمہ فیتہ یا بٹن نہیں ہوتا۔ دلہن کو جوتی پہنانے کی رسم شادی کی خاص رسموں میں سے ہے۔ یہ خدمت دولہا کے ساتھیوں .. سے لیجاتی ہے جب دلہن جوتی پہن لیتی ہے۔ تو اس کا باپ ایک چاندی کا سکہ دلہن کی دہنی جوتی میں ڈال دیتا ہے، اور ماں بائیں جوتی میں ایک سونے کا سکہ ڈالتی ہے۔ جوتی پہن کر وہ گائے کا دودھ دوہتی ہے۔ کہتے ہیں۔ کہ اس رسم کی بدولت گھر میں دودھ کی افراط رہتی ہے۔

جب شادی کی رسم ادا ہو جاتی ہے۔ تو دلہن کی سہیلیاں شالوں سے اس کے سر پر ایک شامیانہ سا تان دیتی ہیں۔ یہ ٹوٹکا اس لئے کیا جاتا ہے۔ کہ دلہن کے پاس کوئی دکھ پھٹکنے نہ پائے۔ اور اس کی زندگی ہنسی خوشی سے بسر ہو۔ جب دلہن شوہر کے گھر جاتی ہے۔ تو ساس ہاتھ میں شمع لیکر دروازے پر اس کا استقبال کرتی ہے۔ دلہن شمع کی لو کو اپنی انگلی سے چھو لیتی ہے۔ اس رسم سے یہ شگون لیا جاتا ہے۔ کہ آگ نے اسے پاک کر دیا۔

ناروے میں کہیں کہیں یہ رسم پائی جاتی ہے۔ کہ دولہا دلہن کشتی پر سوار ہو کر گرجا تک جاتے ہیں۔ شادی کے دن دلہن کی سہیلیاں سبز رنگ کا لباس پہنتی ہیں۔ حالانکہ یورپ کے اکثر ملکوں میں سبز رنگ نحوست کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ فن لینڈ کے ایک علاقے میں یہ رسم ہے۔ کہ شادی کے دوسرے دن دلہن چھپ جاتی ہے۔ سارے براتی اُسے ڈھونڈتے پھرتے ہیں۔ جب وہ مل جاتی ہے۔ تو اسے بڑے تزک و احتشام کیساتھ گھر پہنچایا جاتا ہے۔

فن لینڈ کے ایک علاقے میں جسکا نام کریلیا ہے۔ کئی عجیب رسمیں رائج ہیں۔ شادی کی رسم ادا ہو جاتی ہے تو دلہن سارے براتیوں کو سجدہ کرتی ہے۔ یہ رسم بہت پرانی ہے اور اس زمانے سے چلی آتی ہے جب اس ملک کے باشندے دین مسیحی سے ناآشنا تھے۔ دلہن کے اعزا شادی کے دوران میں بہت روتے دھوتے ہیں۔ خصوصاً عورتیں تو گریہ و زاری میں بے حد غلو کرتی ہیں شادی ہو چکتی ہے۔ تو سب لوگ دولہا کے گھر چلے جاتے ہیں۔ فقط دلہن کی ماں اپنے گھر بیٹھی روتی رہتی ہے لوگ بہتیرا آکر سمجھاتے ہیں۔ لیکن اس کے آنسو نہیں تھمتے۔ آخر دولہا اسے روپے دیکر مناتا ہے۔ اور وہ بھی ضیافت میں شریک ہو جاتی ہے۔

فن لینڈ میں یہ رواج عام ہے۔ کہ جس دن منگنی ہوتی ہے۔ اسی دن سے لڑکی رونا شروع کر دیتی ہے، اس کی سہیلیاں آکر بہتیرا سمجھاتی بجھاتی ہیں۔ شادی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے دن رونے دھونے کا سلسلہ ختم ہوتا ہے۔ اب اس کی ماں اور پڑوسیوں کی باری آتی ہے یعنی دلہن کے رخصت ہوتے ہی وہ رونا شروع کر دیتے ہیں۔

بعض مقامات پر یہ رسم بھی ہے کہ شادی کے دن دلہن اپنے ہاتھ سے ایک چابک بنا کر دولھا کی خدمت میں پیش کرتی ہے۔ اور وہ اسی چابک سے اُسے پیٹتا ہے۔ کہیں کہیں یہ رسم بھی ہے۔ کہ دلہن اپنا سر دولھا کے قدموں پر رکھ دیتی ہے۔ اور وہ اسے نمک اور روٹی دیتا ہے۔ گویا دلہن اس طرح یہ ظاہر کرتی ہے۔ کہ میں تمام عمر تمہاری تابع فرمان رہوں گی۔ اور اُدھر سے یہ جواب ملتا ہے کہ میں تمہارے نان نفقہ کی کفالت کرونگا۔

شمالی یورپ میں یہ رسم تو جا بجا موجود ہے۔ کہ دلہن گرجا کو جاتی ہے تو اسکا سارا چہرہ نقاب میں ڈھکا ہوتا ہے۔ گھر واپس آکر نقاب اُتارا جاتا ہے۔ لیکن نقاب کا استعمال شادی کے ساتھ مخصوص ہے۔ اور کسی موقعہ پر اسے نہیں پہنا جاتا۔

لیپ لینڈ کے باشندوں میں شادی بیاہ کے موقع پر جو رسمیں ادا کیجاتی ہیں ان پر انکی معاشرت کے اثرات نمایاں نظر آتے ہیں۔ لڑکا ہمیشہ اس فکر میں رہتا ہے۔ کہ ایسی دلہن ملے جو جہیز میں بہت سے رینڈیر لائے۔ انکے ہاں بعض اوقات منگنی ہوئے کئی سال گزر جاتے ہیں۔ تو کہیں شادی کی نوبت آتی ہے شادی کے بعد بھی دلہن کم از کم ایک سال تک میکے میں رہتی ہے۔

بصارت کی کمزوری

کے وجوہات

۱۔ جوانی کے غرور میں دھندلی روشنی میں باریک تحریر کو پڑھنا جس سے آنکھوں پر بہت دباؤ پڑتا ہو۔

۲۔ باوجود آنکھوں کے تھک جانے کے مطالعہ جاری رکھنا۔

۳۔ ایسے کمروں میں بیٹھنا جہاں روشنی بہت کم ہو یا دھواں اور گرمی زیادہ ہو۔

۴۔ جھک کر پڑھنا اور دیر تک اسی حالت میں رہنا۔

۵۔ تیز روشنی والے لیمپ کے سامنے بیٹھکر پڑھنا جس سے روشنی کی تیز شعاعیں آنکھوں پر سیدھی پڑتی ہوں۔

۶۔ ایسے کمروں میں رہنا جو بالکل سفید قلعی شدہ ہوں۔

۷۔ دماغ سے سخت محنت لینا جس سے دماغ کمزور ہو کر ضعف بصارت (نگاہ کی کمزوری) کا مرض پیدا ہو جاتا ہے۔

۸۔ مسواک نہ کرنا اور کبھی آنکھوں میں سرمہ نہ لگانا۔ پاؤں کے تلوں کو خوب اچھی طرح سے پانی سے دھو کر صاف نہ کرنا۔

۹۔ سیر اور ورزش ٹھیک طرح پر نہ کرنا۔

۱۰۔ کثرت سے مطالعہ کرنا لیکن غذا روکھی سوکھی کھانا۔

۱۱۔ کھانا کھاتے ہی لیٹ جانا یا سو جانا یا کوئی سخت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کام کرنے لگنا۔

۱۲۔ ننگے پاؤں پھرنا یا ننگے پاؤں گرم فرش پر چلنا جس سے گرمی دماغ میں چڑھکر آنکھوں کو نقصان پہنچاتی ہے،

۱۳۔ نزدیک کی چیزوں کو ہمیشہ دیکھنا۔ اور دور کی چیزوں کو دیکھنے کی کوشش نہ کرنا۔

۱۴۔ گھٹیا درجے کا تیل لیمپوں میں جلانا جس سے روشنی خراب پیدا ہو۔ یا دھواں پھیل جائے۔

۱۵۔ سینما یعنی بائیسکوپ دیکھنے کا عادی ہونا۔

اس کا علاج

کہ جو باتیں نقصان دینے والی ہیں، ان کو ترک کر دیں۔ مثلاً تاریک اور دھندلی روشنی والے کمروں میں نہ بیٹھیں۔ جب آنکھیں تھک جائیں تو مطالعہ ترک کر کے تھوڑے عرصہ کیلئے آنکھیں بند کر لیں۔ لیمپ کے سامنے بیٹھکر نہ پڑھیں بلکہ روشنی ہمیشہ پشت کیطرف سے آنے دیں، پڑھتے وقت گردن سیدھی رکھیں۔ آنکھوں پر سرد پانی کے چھینٹے ماریں۔ سرد پانی کے اندر غوطہ مار کر تھوڑی دیر تک آنکھ کھلی رکھیں۔

بالکل سفید قلعی شدہ کمرے میں نہ رہیں۔ بلکہ سفیدی میں کچھ رنگ طوطیا وغیرہ ملوا لیا کریں۔ یا اگر کمرہ سفید رنگ کا ہو تو اس کے اندر رنگین چیزیں بھی رکھیں۔

کھانا کھا کر گیلا ہاتھ آنکھوں پر پھیر لیا کریں اس ترکیب سے آنکھوں کی روشنی بڑھ جائے گی دماغ کو قوت پہنچانے والی غذائیں کھائیں۔ کھانا کھا کر چہل قدمی کرنے سے اس قدر قوت پیدا ہو گی کہ کسی جواہر کے استعمال کرنے سے بھی نہیں ہو سکتی۔ بڑھیا تیل لیمپوں میں جلائیں۔ تاکہ روشنی صاف پیدا ہو۔ سینما دیکھنے سے پرہیز کریں۔ اس سے بھی آنکھیں بہت جلد خراب ہو جاتی ہیں + (ماخوذ)

نابینا لڑکی کی دُعا

میرے اللہ میاں! امّی جان کہتی ہیں کہ تم نے سورج بنایا ہے۔ جو اپنی روشنی سے ساری دنیا کو روشن کر دیتا ہے۔ چاند اور ستارے بنائے ہیں۔ جو اندھیری راتوں میں دن کیطرح اجالا کر دیتے ہیں، امّی جان یہ بھی کہتی ہیں۔ کہ تم نے طرح طرح کے رنگا رنگ پھول کھلائے ہیں۔ جو اپنے رنگ اور خوشبو سے دیکھنے والوں کی آنکھوں میں طراوت اور دل میں تازگی پیدا کر دیتے ہیں۔

امّی جان یہ بھی کہتی ہیں کہ تم نے بڑے بڑے پہاڑ۔ دریا۔ سمندر اور جنگل بنائے ہیں جنکو دیکھکر تمہاری قدرت یاد آتی ہے۔

"میرے اللہ میاں! تمنے مجھے ان چیزوں کو دیکھنے کیلئے آنکھیں نہیں دیں۔ تو میں اسکی شکایت نہیں کرتی۔ اور ان میں سے کسی چیز کو دیکھنا نہیں چاہتی۔ مگر میرا دل چاہتا ہے۔ کہ کم سے کم اپنی امّی جان کی صورت تو دیکھ لیا کرتی!"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خواتینِ افغانستان کی دلیری

سردار اقبال علی شاہ نے انجمن مشرق قریبہ وسطیٰ کے جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے انقلاب افغانستان کا ایک قصہ سنایا۔ جس کی نسبت سردار موصوف نے کہا کہ اس کا انکشاف اس سے قبل کبھی نہیں ہوا کہ جسوقت موجودہ شاہ افغانستان نادر خان کابل کے ایک قلعہ پر حملہ کر رہے تھے۔ تو ان کی ہمشیرہ جو ایک شہزادی ہیں۔ قلعہ کے اندر قید تھیں۔ اسوقت قلعہ کی مدافعت کرنے والوں نے حملہ کے خوف سے ایک خط روانہ کیا تھا۔ جس میں لکھا تھا کہ اگر قلعہ پر گولہ باری کی گئی تو نادر خان کی ہمشیرہ کو ایک ایسے مقام پر بٹھایا جائیگا کہ وہ گولہ کی زد میں آکر لقمہ اجل بن جائیں۔ شہزادی نے بھی کسی نہ کسی طرح اپنے بھائی کے پاس ایک پیام روانہ کیا۔ جو ایک کاغذ کے چھوٹے سے پرزے پر پنسل سے لکھا ہوا تھا۔ شہزادی نے اپنے پیام میں لکھا :-

"ہم افغانستان کی قومی آزادی کے حق میں اپنی جانیں قربان کر دینا باعث فخر سمجھتے ہیں۔"

خواتین کی جرأت، بہادری اور ایثار کے اس واقعہ پر نہ صرف افغانستان بلکہ ایشیا کی خواتین جسقدر فخر کریں وہ بجا ہے +

ہندوستانی سپادھن

آجکل لندن میں ایک ہندوستانی سپادھن مس جان خاتون مقیم ہے۔ اس کے پاس تین زہریلے سانپ ہیں۔ جو تین تین گز لمبے ہوں گے۔ وہ سانپ اس کے جسم کے ساتھ چمٹ جاتے ہیں۔ اس نے ایک اخباری نمائندہ کو بتایا کہ دنیا میں صرف میں ہی ایک ایسی عورت ہوں جو سانپوں کا ناچ جانتی ہوں۔ اس نے آگے چل کر بیان کیا کہ تینوں سانپ میرے جسم کیساتھ چمٹ جاتے ہیں۔ اور ان کی حرکات ناچ کو اور بھی پر لطف بنا دیتی ہیں۔ یہ تینوں سانپ ہندوستان کے جنگلوں میں پکڑے گئے۔ اور اپنی قسم کے نہایت خطرناک اور زہریلے ہیں۔ مس مذکور دعویٰ کرتی ہے کہ دنیا میں صرف میں ہی ایک ایسی عورت ہوں جسے ان تینوں سانپوں پر قابو حاصل ہے۔ میں ان سے پیار کرتی ہوں اور یہ بھی مجھے جانتے ہیں۔ جب یہ کسی کو پہچان لیں تو اس سے بھی پیار کرنے لگ جاتے ہیں۔ انگلستان میں ان تینوں سانپوں کو اسقدر شہرت حاصل ہے کہ دور دور سے لوگ انہیں دیکھنے آتے ہیں۔ تقریباً تمام بڑی بڑی ضیافتوں میں اس ہندوستانی سپادھن کو بلوایا جاتا ہے۔ اور لوگ بڑے شوق سے اس کا ناچ دیکھتے ہیں +

بیوی بچوں کی فروخت

امریکہ میں ایک شخص اپنی اہلیہ اور اپنے تین بچوں کو ۸۰ پونڈ (۱۲۰۰ روپیہ) میں فروخت کرنے کیلئے آمادہ ہوا ہے۔ دو سال کا ایک لڑکا اور پانچ سالہ و چار ماہ کی دو لڑکیاں ہیں۔ گویا کل تین بچے ہیں جنکی قیمت والد نے ۴۰ پونڈ رکھی ہے اور اہلیہ کی قیمت ۴۰ پونڈ جدا ہے۔ گویا تمام قبیلہ کو ۸۰ پونڈ میں فروخت کرنیکا ...... ارادہ رکھتا ہے۔ کیونکہ بیکاری اور کساد بازاری کیوجہ سے وہ اپنے کنبے کی پرورش نہیں کر سکتا +

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عجائبات عالم

تیز رو جاندار

ہوا سے زیادہ تیز چلنے والا - تیز ترین مچھلی کو مات کر دینے والا تیز رو اور ہوا سے بات کرنے والا جانور اگر دنیا میں کوئی ہے تو وہ انسان ہے۔ اور اس پر بھی اس کے سر پر جنون سوار ہے کہ اپنی رفتار سریع کر لوں کہ خشکی تری اور ہوا کی کوئی مخلوق اس سے زیادہ تیز رفتار نہ ہو۔

دنیا کا بہترین اڑنے والا پرندہ ایشیا کا لمبی اور کٹیل دم والا ابابیل ہے جو پہاڑوں میں پایا جاتا ہے اور ایک گھنٹہ میں ۲۲۰ میل سفر طے کر لیتا ہے۔ مگر یہ رفتار اس سے کم ہے جو فضائی دستے نے حاصل کی یعنی ۴۰۸ ½ میل فی گھنٹہ۔ مگر اس تیز رو شخص کے کان ایک دوسرے ہوا باز میجر ڈی برنارڈی نے کاٹے جو ۳۱۸ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے اڑا۔ یہ ہوا باز اطالوی ہے۔

دنیا میں سب سے زیادہ تیرنے والی مچھلی نارپون ہے جو خلیج فلوریڈا میں ہوتی ہے۔ جو ایک گھنٹہ میں ۔ میل مسافت طے کرتی ہے۔ مگر انسان کی کشتی نے اتنی بڑی رفتار کو بھی گھٹا دیا ہے۔

چار پایوں میں سب سے تیز جانور ہندوستان میں چیتا شمار کیا جاتا ہے اور اس قدر تیز ہے کہ ایک گھنٹہ میں ۷۰ میل مسافت طے کر سکتا ہے۔ مگر کپتان مالکم کیمبل نے جو رفتار ساحل سمندر پر بمقام ڈیٹونا دکھائی یعنی ۲۷۰ میل فی گھنٹہ اس کے مقابلے میں چیتے کا چلنا گویا رینگنا ہے۔

لیکن اب جرمن میں ایک نئی ہوائی کار ایجاد ہوئی ہے جو گھنٹہ میں ۴۳۵ میل یعنی ایک منٹ میں سات میل چلتی ہے۔

ہوائی موٹر کی ایجاد کو ایک سال تک مخفی رکھا گیا تھا اس کا موجد میکس ویلیر اور اس کا آتشباز انجینئر سنیڈر ایک ایسی ہوائی بنانے میں کامیاب ہو گیا ہے جو دو ہزار پونڈ کی قوت رکھتی ہے اور ۴۵ سیکنڈ میں ۱۵ ہزار فیٹ چل سکتی ہے۔ اور اب مقام اوپیل کے ایک کارخانہ نے دعوےٰ کیا ہے کہ وہ ایک ہوائی بنائیگا۔ جو زمین کے کرہ ہوائی سے بھی آگے گزر جائے گی۔

بایں ہمہ دنیا میں ابھی ایک ایسی چیز موجود ہے جس کے گرد کوئی بھی انسان نہیں پہنچ سکا۔ یہ ایک ایسی چھوٹی سی مکھی ہے جو معمولی زنبور عسل سے بڑی نہیں۔ اسکا نام قیفی اذومیا ہے یہ ننھی سی جان ایک گھنٹہ میں ۸۱۵ میل کی رفتار رکھتی ہے اس مکھی کی تیز رفتاری کا راز سمجھنے سے سائنس بالکل قاصر ہے۔ یہ مکھی اونچے مقامات پر چٹانوں میں رہتی ہے جہاں اس پر آفتاب کی سرخ بنفشی شعاعیں چمکتی ہیں۔ کیا یہ مکھی اپنی قوت متحرکہ آفتاب سے حاصل کرتی ہے۔ طیارہ کے آلہ محرک کے بازو ایک منٹ میں صرف ۲ ہزار بار گردش کرتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ننھی سی مکھی کی مشین ایک منٹ میں کئی ہزار بار گردش کرتی ہوگی ٭

زاہد ستوفی

نپولین شہنشاہ فرانس نے ملک مصر میں جب اپنی فوج بھیجی تو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس میں ایک سپاہی ساوین نام بھی شامل تھا مصر کی تمام عورتیں گھر سے باہر نکلنے کے وقت مقنع اور برقعہ اوڑھ لیتی تھیں۔ اس فرنچ سپاہی ساوین کو کسی برقع پوش مصری عورت کو دیکھنے کا بہت شوق پیدا ہو گیا۔ ساوین نے کام کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ میں کام کرنے کے ناقابل ہوں۔ اور اس قدر کمزور ہوں کہ سوائے بیٹھے رہنے کے اور کچھ کام بھی نہیں کر سکتا۔ تو افسران فوج نے مرغیوں کے انڈوں پر ساوین کو بٹھلا دیا اور وہ بھی کڑک مرغی کی طرح دیوانہ وار ان پر بیٹھا رہا یہاں تک کہ اس نے انڈوں سے مرغی کے بچوں کے تین جھول نکالے۔

ساوین کو سیمن سے کوئی نسبت نہیں سیمن بیٹھک بیٹھے رہنے میں شہرہ آفاق ہو گیا۔ لوگ اس کو سیمن ستونی کہا کرتے تھے۔ ممکن ہے کہ وہ بحری شہرت کے سیدح سمپلی سیمن کے آباؤ اجداد میں سے ہو۔

سیمن اصل میں ملک شام کا تارک الدنیا فقیر تھا جو کہ شہر اسکندریہ میں ایک سنگ مرمر کے ستون پر ۶۹ برس تک بیٹھا رہا اور اس طویل عرصہ میں ایک بار بھی ستون سے اتر کر نیچے نہیں آیا۔ یہ اپنی نو عمری میں اس ستون پر چڑھ گیا اور اپنی موت کے وقت تک وہیں بیٹھا رہا۔ حالانکہ اس جگہ کا قطر تین فٹ سے بھی کم ہے۔

یہ شخص زاہدان ستونی کی جماعت میں سے تھا جو مشرقی ممالک میں پہاڑوں کی چوٹیوں یا متفرق ستونوں کی چوٹیوں پر اس توقع میں ۵ اور ۶ صدی عیسوی میں بیٹھے رہا کرتے تھے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب دوبارہ دنیا میں آئیں گے اور آسمان سے زمین پر نازل ہوں گے۔ تو سب سے پہلے ہم ہی ان کو دیکھ سکیں گے۔ ایک دوسرا سینٹ سیمن دی ایلڈر ایک ستون کی چوٹی پر ۳۰ سال تک بیٹھا رہا لوگوں کو صرف ان دو سیمن کا حال سب سے زیادہ معلوم ہے۔ میں نے مصر اور شام کی کئی بار سیاحت کی اور وہاں پر میں نے بہت سے ستون کھڑے دیکھے ہر ایک ستون پر کوئی نہ کوئی درویش مختلف عرصہ تک بیٹھا رہا۔ ان لوگوں کو ان کے معتقد یا ہم مذہب ستون کی چھت پر غذا اور پانی پہنچا دیا کرتے تھے۔ اسکے علاوہ یہ تو معلوم ہی ہے کہ مشرق قریبہ کا موسم نہایت معتدل ہے۔ جس کے باعث ان ستونوں پر وقت گذارنے میں خاص تکالیف کا سامنا ہوتا تھا۔

ہمالیہ میں بسنے والی ایک عجیب قوم

الموڑہ اور نینیتال کے درمیان

جو پہاڑی جنگل ہیں۔ ان میں ایک نیم وحشی قوم رہتی ہے الموڑہ اور نینی تال تک کبھی کبھی اس قوم کے آدمی لکڑی کے برتن بیچنے کے لئے آجاتے ہیں۔ جو معمولی چاقوؤں سے لکڑی کو چھیل کر بناتے ہیں۔ یہ لوگ نہایت غریب ہوتے ہیں۔ اور ایک جگہ پر جم کر نہیں بیٹھتے۔ ایسے کرتے ہیں۔ کہ کسی جنگل کو آگ لگا دیتے ہیں۔ اور آپ دور کہیں چلے جاتے ہیں۔ دو تین ماہ کے بعد گر اسی جلے ہوئے جنگل کی راکھ میں گندم کے بیج پھینک جاتے ہیں۔ اور پھر چلے جاتے ہیں۔ اور پانچ چھ ماہ کے بعد اپنا سارا گھر بار لے کر اس جنگل کے پاس آجاتے ہیں۔ جو اب ایک لہلہاتا کھیت بن چکا ہوتا ہے۔ اور جب تک

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وہ کھیت ختم نہیں ہو جاتا۔ وہیں رہتے ہیں۔ وہیں کھیت کے کنارے سو جاتے ہیں۔ اور اپنے کند اوزار تیار شدہ لکڑی کے برتن پہاڑوں کی غاروں میں چھپا کر رکھ چھوڑتے ہیں۔ جہاں سے انہیں ان کے سوائے کوئی بھی نکال نہیں سکتا۔ اور جب وہ کھیت ختم ہونے پہ آتا ہے۔ تو پھر کسی اور جنگل کو آگ لگا دیتے ہیں۔ اور وہاں چلے جاتے ہیں۔ اس طرح یہ لوگ جو سات سات آٹھ آٹھ قبیلوں کے گروہ میں رہتے ہیں ہمیشہ گھومتے رہتے ہیں +

ان لوگوں کے پاس کپڑے کوئی نہیں ہوتے بس ایک لنگوٹی اور سر پہ بھیا لوگوں جیسی ٹوپی۔ اس کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں۔ اور جس علاقہ میں وہ رہتے ہیں۔ اس میں برف خوب پڑتی ہے۔ برف میں بھی وہ لوگ اسی طرح رہتے ہیں۔ رات کو لکڑیاں اکٹھی کر کے آگ جلا دیتے ہیں۔ اور سارا گاؤں وہی چلتا پھرتا گاؤں آگ کے چاروں طرف سو جاتا ہے۔

ایک دن اس قوم کا ایک آدمی اور ایک عورت آگ کے کنارے پر سوئے پڑے تھے۔ صبح ہونے میں ابھی کچھ دیر تھی۔ آگ جل جل کر راکھ ہوگئی تھی۔ اور سردی خوب پڑ رہی تھی۔

مرد نے ٹوپی کو سر سے اتار کر منہ پر لے لیا۔ تاکہ سردی نہ لگے۔ عورت سے بولا۔ اری سن تو ایسی غضب کی سردی پڑتی ہے۔ کہ ہم لوگوں کو بھی سردی معلوم پڑتی ہے۔ تو پھر غریب لوگ کیا کرتے ہوں گے۔

جو آدمی اتنی سردی میں ایک لنگوٹی اور ایک ٹوپی پہنے چٹانوں پر لیٹا لیٹا یہ الفاظ کہہ سکتا ہے۔ ان کی امارت میں کس کو شک ہے۔

انہیں لوگوں میں ایک اور رواج ہے۔ کہ جب ان کے ہاں کوئی مر جاتا ہے۔ تو اسے دباتے یا جلاتے نہیں ہیں۔ جہاں وہ مرا ہو۔ اسے وہیں چھوڑ کر خود اور جنگل کو چلے جاتے ہیں۔ مردے کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پر نہیں ہلاتے۔ سارا گاؤں اس جگہ کو چھوڑ کر دوسری جگہ چلا جاتا ہے +

امریکہ کے ایک شہر آرناکس میں ایک مرغی ہے اسکا نام نمبر ۱۳ قدیم ہے۔ اس نے ۱۰۳ دنوں میں ۱۰۳ انڈے دیئے ہیں۔ اور سال بھر میں ۳۰۱ انڈے دیئے ہیں +

افریقہ کے شہر نائینونیا میں ایک والدین نے اپنے لڑکے کو دس برس سے ایک آہنی پنجرے میں قید کیا ہوا تھا۔ اب اسے رہا کر دیا گیا ہے۔ دس برس تک اسے باہر کی ہوا بھی لگنے نہیں دی گئی پنجرے میں کھڑے ہونے کو جگہ نہ تھی +

پوشیرس میں ایک عورت تھی جب وہ پیدا ہوئی۔ تو اس کا نام پیدائش کے رجسٹر میں لکھا یا ہی نہیں گیا۔ جب وہ بوڑھی ہوئی تو لڑکوں نے دعویٰ کیا کہ جائداد ہمیں ملنی چاہیئے۔ ماں نے کہا کہ جائداد میری مرنے تک میرے پاس رہنی چاہیئے مخالف وکیل نے ماں پہ جرح کی۔ تم کہاں پیدا ہوئی تھی۔ اس نے کہا پوشیرس میں۔ چونکہ رجسٹر میں اسکا نام نہ تھا اسلئے قانونی طور پر فیصلہ کیا گیا کہ یہ ابھی پیدا ہی نہیں ہوئی +

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"حضرت رابعہ بصری رضی اللہ عنہا"

تیری مشتِ خاک میں پنہاں تھیں لاکھوں بجلیاں
ذرّہ ذرّہ جس کا تھا شمس و قمر کا آشیاں

نطق کو صد ناز تھا بر خوبیٔ طرزِ بیاں
وصف کو تیرے ملائک کر نہیں سکتے بیاں

آتشِ سینا تھی تیرے نقشِ پا سے شعلہ زن
تیرے فردوسِ تخیّل میں تھے بلبل نغمہ زن

منعکس تھا شیشۂ دل میں ترے عہدِ کہن
کھیلتے تھے گود میں تیری جہاں کے علم و فن

بن گئی رشکِ ثریّا بر سمائے انجمن
شمعِ محفل ایک تھی تو درمیانِ مرد و زن

خاتمِ اسلام میں لیکن کہاں اب وہ نگیں
پانی جسکے سامنے بھرتا رہے مہر مبیں

سرزمینِ قادیاں - اے کشورِ دنیا و دیں
گو ترے پہلو میں ہیں آباد جنّت کے مکیں

کاش! تیری خاک میں ہوں رابعہ کی ہمنشیں
آسماں کی آنکھ پھر شرما کے رہ جائے وہیں

ہے تمنائے دلِ فاروق اے ربّ جہاں
دامنِ دل کھینچتی ہو سرزمینِ قادیاں۔

میرزا سیف اللہ خان فاروق

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۰۶

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اخبار مصباح - قادیان - دارالامان - ضلع گورداسپور (پنجاب)

مرسلہ صغریٰ بیگم اہلیہ بابو غلام حسین صاحب (دہلی)

پتے سبز - پھول گلابی - گردن و دم فیروزی - بازو نسواری - چونچ و کلغی گلابی یا سرخ رنگ سے کاڑھیں +

مور

بھائی عبد الرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام سٹیم پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا +